"خلاصة سیر سید البشر" ازمحب الطبری کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Sirah Book "Khulaṣa Siyar Sayyed al-Bashar (SAW)" by Muhib al-Ṭabri(694AH)

Muhammad Aleem
Ph D Scholar, Department of Hadith & Sirah, AIOU, Islamabad;
aleem365@gmail.com

Abstract

Seventh centuary(AH) has seen beginning of a great movement generally in all branches of Islamic knowledge, specially in the field of sirah writing. This great movement submerges seventh to ninth century AH. *Ahmed Bin Abdullah Muhib al Ṭabri*(694AH) is one of the prominent writers of this period who authored number of books on Sirat of Prophet Muhammad (SAW). ***Khulaṣa Siyar Syed al-Bashar*** is a short book which gives a brief account of life of the Prophet Muhammad (SAW) and other relevent topics of Sirah. This book comprises of 24 sub chapters including life story, personality, manners, miracles, wives; children; close companions; servants(R.A), belongings and weapons of the Holy Prophet (SAW). The authenticity of text through comparison of printed book and manuscripts has been validated. No of prints and manuscripts were collected from online sources of manuscript and book collections. Comparative Analysis methodology was adopted to highlight features and characteristics of this book and style of the writer against other short sirah books and authors of earlier times and especially of seventh century. The writer of this book used multiple sirah sources and sometimes gave reference of them. He accepted both authentic and non-authentic (Thaeef/weak) narratives of sirah sources; usually analyzed critically and preferred more authentic sometimes unique account of the story. He adopted subjective approach to arrange his material, like other precis writers of sirah and although his methodology was not uniform yet he successfully presented comprehensive information on sirah of the Holy Prophet (SAW) in few pages.

Key Words: Islam, Sirah, Muhammad, Khulaṣa Siyar Syed al-Bashar, Muhib al Ṭabri, Concise Biography.

علامہ محب الدّین احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن ابراھیم الطبری (المتوفی 694ھ) ساتویں صدی ہجری کے ممتاز عالم، فقیہ، مورخ اور سیرت نگار ہیں۔ علامہ 615ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، تمام عمر مکہ مکرمہ میں گزاری اور 694ھ میں مکہ میں ہی وفات پائی۔ بڑے محدث اور شیخ الحرم تھے۔ علامہ نے پوری زندگی علم دین کی خدمت، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گزاری اور تصانیف کا ایک گراں قدر اور قیمتی ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ اتجاهات الكتابة في السيرة النبوية خلال القرن السابع الهجرى-عرض ونقد[1] میں محب الطبری کی مندرجہ ذیل چار کتب سیرت کا نام لیا گیا ہے۔

1. السمط الثمين في مناقب امهات المؤمنين
2. الرياض النضرة في مناقب العشرة
3. القرى في ساكن ام القرى
4. ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى

بروکلمان نے بھی محب الطبری کے تعارف میں خلاصۃ السیر کے علاوہ ان کی درج ذیل کتب سیرت کا تذکرہ کیا ہے۔

1. صفوة القرى في صفة حجة المصطفى و طوافه بأم القرّى
2. ثمة مختصر من "القرّى لقصيدة ام القرّى" [2]

زیر نظر کتاب "خلاصة سير سيد البشر" علامہ موصوف کی مختصر کتاب سیرت ہے، جو سیرت اور متعلقات سیرت کے اہم مضامین کا احاطہ کرتی ہے۔ سیرت نگاری کا ایک مقبول رجحان مختصر نگاری کا بھی ہے، جس میں ایک مختصر رسالہ، کتابچہ یا کسی بڑی کتاب کے ایک مختصر باب کی صورت میں حیات مبارکہ اور سیرت کے اہم متعلقات پر مواد پیش کیا جاتا ہے۔ اس رجحان کی ابتدا امام بخاریؒ (المتوفی 256ھ) کی التاریخ الکبیر اور احمد بن ابی یعقوب، ابن واضح (المتوفی 292ھ) کی تاریخ یعقوبی سے ہوئی۔ بعد ازاں یہ روایت علامہ احمد بن فارس الرازی (المتوفیٰ 395) کی اوجز السیر لخیر البشر اور متعدد وقیع آزاد رسائل کی صورت میں صدیوں پر محیط سیرت کے ادب کا اہم حصہ بن گئی، جن میں المختصر الکبیر فی سیرۃ الرسول ﷺ از عز الدین عبد العزیز بن بدر الدین الکنانی (المتوفیٰ 767ھ)، علامہ عبد الغنی

---

[1]- الضويحي، صالح بن احمد بن جاسر، اتجاهات الكتابة في السيرة النبوية خلال القرن السابع الهجري-عرض ونقد(رسالة لدكتوراه)، جامعه ام القرى ،المملكة العربية السعودية، 1417 هـ، ص 195

[2]- بروكلمان،تاريخ الأدب العربي محوله صدر،ج 6 ص 220

بن عبد الواحد المقدسی (المتوفٰی 600ھ) کی مختصر سیرۃ النبی و أصحابه العشرۃ، مشہور صوفی امام محی الدین ابن عربی (المتوفٰی 638ھ) کی اختصار سیرۃ الرسول اور علامہ محب الدین احمد الطبری (المتوفی 694ھ) کی زیر نظر کتاب اہم ہیں۔ سیرت رسول اللہ ﷺ پر یہ کتاب مقبول ہوئی، جس سے بعد کے سیرت نگاروں نے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اس کتاب کے مخطوطات دنیا بھر کے ذخائر کتب میں موجود ہیں اور اس کی متعدد بار طباعت ہو چکی ہے۔ اس مضمون میں کتاب کے مضامین اور مؤلف گرامی کے منہج کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور مختصر سیرت نگاری میں اس کتاب کے مقام و مرتبہ کو اجاگر کیا گیا ہے۔

جن کتب میں فاضل مصنف اور ان کی کتاب کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں: كشف الظنون[3] ، معجم ما كُتب عن الرسول(ص)[4] ، ريحانة الأدب[5] ، معجم ما ألّف عن رسول الله (ص)[6]، الوافي بالوفيات[7]، معجم المؤلفين[8]

---

[3] - حاجي خليفة ، مصطفى بن عبد الله (المتوفى1067هـــ)،كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون ، دار الكتب العلمية ،بيروت، 1413ھ/1992م، ج2، ص 718-

[4] -الرفاعي، عبد الجبار، معجم ما كُتب عن الرسـول و أهل البيت صـلوات الله عليهم ، وزارة فرهنك و ارشـاد إسلامي، تهران، 1371، ج 1 ،رقم 2570 و ج3 رقم 7034-

[5] -خياباني، محمد علي تبريزي (المتوفى 1296 قمري)، ريحانة الادب في تراجم المعروفين بالكنية واللقب، انتشارات خيام، 1995، ج5 ص 223

[6] - المنجد، صلاح الدين ،معجم ما ألّف عن رسول الله(ﷺ)، دار الكتب الجديد، بيروت، ط: الأولى، 1402 ھ/ 1982 م، ص 108

[7] - الصفدى، صلاح الدين خليل بن أيبك (المتوفى 764ھ) ،الوافي بالوفيات، (تحقيق: أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى)، دار إحياء التراث، بيروت، 2000م ، ج7 ص 90

[8] - كحالة ، عمر بن رضا بن محمد راغب (المتوفى 1408ھ)، معجم المؤلفين ،دار إحياء التراث العربي، بيروت، ج1 ص 298-(کحالہ نے ترجمہ مؤلف کے لیے متعدد ماخذوں کی نشاندہی کی ہے)

مخطوطات / طباعتیں:

محب الطبری کی کتاب خلاصہ سیر سید البشر ایک مقبول کتاب ہے، جس کی متعدد طباعتیں ہو چکی ہیں اور اس کے مخطوطات دنیا بھر کی مختلف لائبریریوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ خلاصہ السیر کی اشاعت پہلی بار سنہ 1323 ہجری میں مصر سے اور دوسری بار سنہ 1343 میں ہندوستان سے اشاعت ہوئی اور اس کے بعد متعدد اشاعتیں ہوئیں، جن میں سے دار المؤدۃ کا نسخہ اس مقالہ میں پیش نظر ہے۔[9] اس کتاب کی مذکور ہندوستانی اشاعت کا حوالہ بروکلمان نے بھی دیا ہے، جو اگرچہ بہت معروف نہیں ہے، مگر اس نسخہ کی اہمیت اور خصوصیت یہ ہے کہ اس کی نقل، تصحیح، حل لغات اور حاشیہ کی ترتیب ممتاز ترین محقق علامہ عبد العزیز میمنی، جب وہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں استاد تھے، نے کی تھی۔ اس وقت سنہ 1329ھ میں علامہ میمنی نے اس کتاب کی، اس نسخہ سے نقل کی تھی جو 918ھ کے لکھے ہوئے نسخہ کی نقل تھا، بعد میں اس پر حاشیے لکھے اور یہ خدمت مولانا محمد جوناگڑھی کی فرمائش پر انجام دی تھیں[10] ۔ اس کتاب کی ہندوستانی اشاعت کی خبر ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی نے بھی دی ہے وہ لکھتے ہیں۔: سیرت نبوی پر محب الدین ابی جعفر احمد بن عبد اللہ طبری کا کتابچہ "خلاصۃ السیر فی احوال سید البشر"، جو 24 فصلوں اور 54 صفحات پر مشتمل ہے، حال ہی میں ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم مدرس مدرسہ محمودیہ، دہلی (اجمیری دروازہ) نے مرتب کر کے دفتر اخبار محمدی سے 1343 میں شائع کیا۔ شروع میں مرتب نے مصنف کتاب کا ایک صفحہ کا سوانحی خاکہ بھی لکھا ہے[11] ۔ اس کے علاوہ جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد (انڈیا) سے اس کتاب کی تدوین پر ڈاکٹر محمد عبد الغفار خان نے 1991ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی جسے بعد ازاں 2005ء میں دائرۃ المعارف العثمانیۃ نے شائع بھی کیا۔

---

9 - الطبري ،محب الدّين أحمد بن عبد الله بن محمّد بن أبي بكر بن إبراهيم (694 ھ)، خلاصة سير سيد البشر،(محقق: محمد بن انسان فرحات)، دار المودة، مصر، ط : الاولي، 2011 م-

10۔ گنگوہی، مولانا مفتی محمود حسن، سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم (اردو ترجمہ خلاصہ السیر)، ص 7

11۔ صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین مظہر، ہندوستان میں عربی سیرت نگاری: آغاز و ارتقاء مشمولہ مقالات سیرت، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2015، ج 1 ص 282۔

برصغیر کے حوالے سے ایک اہم بات یہ ہے کہ ہندوستان کے متعدد ذاتی اور قومی کتب خانوں اور مدارس اسلامیہ کے ذخیروں میں خلاصہ السیر کے بیس سے زائد قلمی نسخے موجود ہیں[12] اس کے علاوہ دنیا کے متعدد ذخائر ومکتبات میں اس کتاب کے مخطوطات موجود ہیں، جو اس کی مقبولیت کی علامت اور دلیل ہے۔ بروکلمان اور عبد الجبار الرفاعی نے محب الطبری کی کتاب خلاصہ سیر سید البشر کے بعض مخطوطات کی مختلف لائبریریوں میں موجودگی کی معلومات فراہم کی ہیں، جن کا اندراج لائبریری اور رقم مخطوطہ کے اعتبار سے ذیل میں کیا گیاہے۔

دار الكتب المصرية 460 تاريخ، و 23177 ب ، جامعة اسطنبول عربي رقم 1089 ، الجامع الكبير بصنعاء رقم 1211 و 2125 ، الظاهرية رقم 6033، آيا صوفيا 3189، اسكيليب 1177 [13]- باريس أول 1546، الأمبروزيانا iii, C124 (بحوالہ مجلہVROS/598)، بيروت 95، القاهرة ثان 5/170 ، الإسكندرية تاريخ 7، بشاور 1432، آصفية 1/366 , 2:15, رامپور اول 653: 17[14]-

مقدمہ کتاب

کتاب کا راوی بیان کرتا ہے کہ سال 798 ہجری یکم محرم الحرام کو علامہ محب الدین الطبری نے کعبہ معظمہ کے سامنے اس کتاب کی قرآت کی۔ کتاب کی ابتداء میں مضامین کی فہرست بطور خلاصہ بیان کی اور بیان کیا کہ میں

---

[12]۔ گنگوہی، مولانا مفتی محمود حسن و مولانا اظہار الحسن کاندھلوی، سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم (اردو ترجمہ خلاصہ السیر) ، مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ، مقدمہ، ص23

[13]۔ مخطوطات کی درج بالا فہرست علامہ الرفاعی کی محولہ صدر معجم ما کُتب عن الرسول و أهل البیت سے ماخوذ ہے، اس سے آگے مذکورہ مخطوطات بروکلمان نے ذکر کیے ہیں، جن کا حوالہ آگے آرہا ہے۔ تاہم اس کے دو پاکستانی مخطوطات، جن کا ذکر کسی مذکور فہرست نگار نے نہیں کیا، بلکہ مقالہ نگار کو وہ جامع المخطوطات کی سائیٹ سے ہند کے مخطوطات کے ذخیرہ سے ملے ہیں، جہاں ان کی موجودگی کے مکتبہ کا مختصر اندراج بھی کیا گیا تھا۔ ان کے فوٹوز مقالہ نگار کے پاس جب کہ ان کے اصل مکتبہ الزاھدیہ نیو سعید آباد کراچی اور مکتبہ معروفیہ ٹیاری میں محفوظ ہیں)۔ انٹرنیٹ پر ان کے حصول کا پتہ حسب ذیل ہے:
https://wqf.me/admin/ 17018/المکتبات-الهندية/

[14]۔ بروكلمان،تاريخ الأدب العربي (تعريب د- عبد الحليم النجار)،دار المعارف،مصر،ط: الثالثة- ج6ص220۔ بروکلمان نے اس کتاب کے متعدد مخطوطات کی اطلاع دی ہے اور اسی سے ماخوذ ایک کتاب نقایۃ الآثر کی مکتبہ خدابخش، پٹنہ اور

نے اسے عجلت میں بارہ چھوٹی بڑی کتابوں سے مختصر کیا ہے اور اس کا نام خلاصہ سیر سید البشر رکھا ہے، جو کہ 24 فصول پر مشتمل ہے۔

عناوینِ کتاب

اس کتاب میں جن عنوانات پر بحث کی گئی ہے وہ یہ ہیں 1۔رسول اللہ ﷺ کا نسب شریف 2۔ ولادت مبارکہ 3۔ مختصر احوال 4۔ آپ ﷺ کے غزوات 5۔ نبی اکرم ﷺ کے حج اور عمروں کا بیان 6۔ نبی اکرم ﷺ کے اسمائے مبارکہ 7۔ نبی اکرم ﷺ کی صفات اور حلیہ مبارک 8۔ نبی اکرم ﷺ کی معنوی صفات 9۔ نبی اکرم ﷺ کے معجزات 10۔ نبی اکرم ﷺ کی ازواج 11۔ نبی اکرم ﷺ کی اولاد 12۔ نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں کی شادیوں اور اولادوں کا ذکر 13۔ آپ ﷺ کے چچا اور پھوپھیاں 14۔ وہ غلام اور باندیاں جن کو نبی اکرم ﷺ نے آزاد فرمایا 15۔ نبی اکرم ﷺ کے خادموں کا ذکر 16۔ غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے پہرہ دار اور محافظ 17۔ نبی اکرم ﷺ کے قاصد 18۔ نبی پاک ﷺ کے کاتب 19۔ آپ ﷺ کے رفقاء اور نجباء 20۔ آپ ﷺ کے گھوڑے 21۔ نبی کریم ﷺ کے دیگر مویشي 22۔ نبی کریم ﷺ کے ہتھیار 23۔ حضور ﷺ کے کپڑے اور گھریلو سامان اور آخری فصل حضور اکرم ﷺ کی وفات۔

بانکی پور میں موجودگی کی خبر دیتے ہوئے بروکلمان کے عربی ترجمہ میں لکھا ہے:و منه نقاية الاثر لابي بكر محمد بن أحمد بن الحسن، بنكيپور 1034: 15 ، پاتنة 2/535، 2880،اسی کتاب نقایۃ الاثر کے بارے میں مکتبہ الملک فیصل کی فہرست مخطوطات میں رقم تسلسل 73814 کے تحت بھی اس کے مخطوطات کا مکتبہ خدابخش، پٹنہ میں رقم 15/1034 و 2/535و2880 کے تحت موجودگی کا اندراج کیا گیا ہے اور اسے نقايه الاثر من خلاصه سير سيد البشر کے عنوان سے ابن الحسن، محمد بن احمد کی تالیف بتایا گیا ہے۔الحلو،عبد الفتاح محمد، خزانة التراث – فهرس مخطوطات، مطبعة مركز الملك فيصل للبحوث و الدراسات الإسلامية، الرياض(عدد الأجزاء: ثمانية)، رقم 73814- بروکلمان نے متعدد مخطوطات کے ساتھ، مکتبہ فرنسیہ کے جس مخطوطہ کی خبر دی ہے، وہ دراصل ایک مجموعہ ہے جو 226 اوراق پر مشتمل ہے، جس کے ورق رقم ص 198 سے 221 تک خلاصۃ سیر سید البشر ہے۔
http://archivesetmanuscrits.bnf.fr/ark:/12148/cc29504d Dated:6-2-2020

مؤلف گرامی نے سیرت کے عمومی بیان کے علاوہ 22 غزوات، 11 مدخول بہن ازواج، ایسی خواتین جن سے دخول نہیں ہوا، گیارہ چچا۔ چھ پھوپھیاں، اکتیس موالی، سات آزاد کردہ باندیاں، گیارہ آزاد خدام، آٹھ پہرہ دار، گیارہ قاصد، تیرہ (13) کاتب، بارہ (12) رفقاء نجباء کا ذکر کرتے ہوئے ان کی فہارس فراہم کی ہیں۔ نیز آپ ﷺ کے مویشی، جانوروں، اسلحہ کے نام اور تعداد کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

منہج کتاب

محب الطبری نے اپنا منہج بیان نہیں کیا اور متن کا مطالعہ بھی کسی خاص قاعدے کی پیروی کی طرف رہنمائی نہیں کرتا۔ مؤلف نے اپنی افتاد طبع کے مطابق ابواب وفصول قائم کیے اور ان میں اپنی مرضی کی معلومات جمع کیں۔ اسی وجہ سے ان کی فصول کی ترتیب اور معلومات کی تقسیم میں توازن نہیں ہے۔ مکی دور کو زیادہ جگہ دی گئی ہے اور مدنی واقعات کا تذکرہ بہت کم ہے۔ خصائص اور معجزات کی فصول زیادہ طویل ہیں۔ واقعہ کی زمانی تحدید کا البتہ خیال رکھتے ہیں۔ مختلف روایات میں کبھی ترجیح سے کام لیتے ہیں اور کبھی عدم ترجیح کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ضعیف روایات بھی لائے ہیں اور کبھی کسی روایت کے ضعف کی طرف مجہول صیغے کے استعمال سے اپنے عدم اطمینان کا اشارہ بھی کر دیا ہے۔ واقعات کی جزئیات بیان کرکے معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ موضوعات اور معلومات کے ضمن میں نئے اضافے بھی کرتے ہیں۔ کئی مقامات پر جمہور کے اقوال کی مخالفت بھی کی ہے۔

کتاب کی خصوصیات

سطور ذیل میں زیر تحقیق کتاب کی خصوصیات کو ضروری تفصیلات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس کی مثالیں بھی ذکر کی گئیں ہیں تاکہ اس کا اسلوب واضح ہو سکے اور اس سے استفادہ کرنا آسان ہو جائے۔

اقوال کی ترجیح

علامہ محب الدین الطبری نے جب کسی قول کو ترجیح دینی ہو تو عموماً اسے پہلے لاتے ہیں اور پھر دیگر اقوال کے بعد کہتے ہیں "والاول اصح۔ یعنی پہلا قول صحیح ترین ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب میں جن اقوال کو ترجیح دی ہے اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

1. سلسہ نسب کے ضمن میں مصنف نے قریش کے بارے میں مختلف اقوال میں سے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ قریش، نضر کی اولاد میں سے تھے اور دیگر اقوال کی طرف صرف اشارہ کر کے اس قول کو صحیح ترین اور مشہور قول قرار دیا ہے۔[15]

2. اسی طرح فاضل مصنف نے نبی کریم ﷺ کی ولادت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ پھر اس سلسلے میں مختلف اقوال بیان کر کے پہلے قول کو ترجیح دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف اقوال کے بیان کا اہتمام کیا ہے ان اقوال کے دلائل ذکر نہیں کئے اور نہ اپنے راجح قول پر دلائل دیئے ہیں۔ اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ چونکہ آپ سیرت کا خلاصہ پیش کرنے کی طرف متوجہ تھے اگر دلائل ذکر کرتے تو یہ خلاصہ نہ رہتا بلکہ بات لمبی ہو جاتی۔[16]

3. اس طرح جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے والد گرامی کی وفات کا قول ذکر کیا ہے تو دوسرے اقوال کے ذکر کرنے کے بعد اس قول کو صحیح قرار دیا ہے کہ آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے وفات پا چکے تھے۔

4. رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کے 63 سال ہونے کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں: وَتوفى ﷺ وَقد بلغ من السن ثَلَاثًا وَسِتِّينَ سنة وَقيل خمْسا وَسِتِّينَ وَقيل سِتِّينَ وَالْأول أصح فِي يَوْم الِاثْنَيْنِ حِين اشْتَدَّ الضُّحى لِاثْنَتَيْ عشرَة لَيْلَة خلت من ربيع الأول-[17] اور جب آپ ﷺ تریسٹھ سال کی عمر کو پہنچے ایک قول کے مطابق پینسٹھ سال اور ایک کے مطابق ساٹھ سال لیکن پہلا قول صحیح ترین ہے تو آپ ﷺ نے پیر کے دن بارہ ربیع الاول تقریباً چاشت کے وقت وصال فرمایا۔

---

[15] - الطبري ، خلاصة سير سيد البشر، ص 13

[16] ۔ نفس مصدر، ص23

[17] ۔ الطبري ، خلاصة سير سيد البشر، ص178

اس عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا سیرت کے بیان کرنے کا اسلوب کیا تھا اور کس طرح اختصار کے ساتھ دیگر اقوال کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اصح قول کو بھی بتا دیتے ہیں۔

عدم ترجیح

مؤلف نے کئی روایات واقوال میں عدم ترجیح کا رویہ بھی اختیار کیا ہے جس کی مثالیں درج ذیل ہیں

1. ولادت مصطفی ﷺ کی مختلف تاریخیں لکھی ہیں لیکن کسی تاریخ کو ترجیح نہیں دی۔
2. تحویل قبلہ سے قبل بیت المقدس کی طرف مدینہ طیبہ میں 16 یا 17 ماہ رخ کر کے نماز پڑھی۔ ان دونوں اقوال میں سے کسی کو بھی ترجیح نہیں دی۔

ضعیف روایات

محب الطبری نے جہاں معتبر اخبار وروایات نقل کی ہیں، وہاں بہت سی ضعیف روایات اور علما کی طرف سے موضوع قرار دی گئی روایات کو بھی اپنی کتاب میں درج کیا ہے، مثلا رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے زندہ کیے جانے اور آپ پر ایمان لانے کی روایت، جسے متعدد وجوہ سے ضعیف ہونے کی بنا پر علمانے موضوع قرار دیا ہے[18]، اس روایت کو مؤلف نے اپنی سند سے بطریق عروۃ بن زبیر سیدہ عائشہ صدیقہ رضي الله تعالى عنها سے نقل کیا ہے[19]۔ اس کے علاوہ جو ضعیف روایات نقل کی ہیں، ان کا اجمالی بیان درج ذیل ہیں۔ جمرۃ الوسطی کے پاس ایام تشریق کے دوران حمل نبوی، ولادت کے وقت کے معجزات، جن میں ایوان کسریٰ کے کنگروں کا ٹوٹنا، نار فارس کا بجھ جانا اور بحیرہ ساوہ کا خشک ہو جانا، شام کے سفر میں دونوں راہبوں کی پیشگوئیاں، بعض جانوروں اور درختوں وغیرہ کی نبوت کی شہادت دینا، رسول اکرم اللہ علیہ وسلم کے سامان جنگ میں حضرت داؤد کی زرہ کا شامل ہونا، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد غسل نہ دینے کی ندائے ابلیس اور غسل دینے کی ندائے خضر وغیرہ جیسی ضعیف روایات کو بھی نقل کر دیا گیا ہے۔

---

[18]۔ الذهبي ، محمد بن أحمد بن عثمان (المتوفى: 748هـ)، تلخيص كتاب الموضوعات لابن الجوزي(محقق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد)، مكتبة الرشد ،الرياض، ط: الأولى، 1419 هـ / 1998م

[19]۔الطبري ، خلاصة سير سيد البشر ، ص 17

والدہ ماجدہ کے بعد وفات زندہ ہو کر ایمان لانے کی روایت کو اگرچہ سند سے ذکر کیا ہے، تاہم راوی کا ذکر صیغہ مجہول میں کرتے ہوئے، اس سند پر خود مؤلف کے بھی عدم اطمینان کو ظاہر کرتا ہے۔[20] اسی طرح یہ روایت کہ جب رسول اللہ ﷺ سے آپ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنھا کی وفات پر تعزیت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا "الحمد لله دفن البنات من المكرمات"[21]۔ یہ روایت بھی ضعیف ہے اور علامہ البانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے[22]

جمہور سے اختلافی روایات

مندرجہ ذیل واقعات سیرت میں مؤلف نے جمہور کی رائے کے خلاف رائے ذکر کی ھے۔

1. مؤلف گرامی نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے والد خویلد بن اسد کے ذریعے انجام پذیر ہونے کا ذکر کیاہے۔ حالانکہ واقدی نے صراحت سے ان کے چچا کے ذریعے سے نکاح ہونے کا ذکر کیاہے اور ابن ہشام نے ان کے بھائی عمرو بن خویلد کے ذریعے سے نکاح ہونے کی بات کی ہے۔
2. شادی کے وقت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اٹھائیس سال بیان کی ہے۔
3. علامہ الطبری نے غزوہ ذات الرقاع سن 3 ہجری میں ہونا بیان کیاہے، جبکہ دیگر علماء نے، جن میں علامہ ابن قیم بھی شامل ہیں، ذات الرقاع کا خندق کے بعد وقوع پذیر ہونا بیان کیاہے، کیونکہ ذات الرقاع میں صلاۃ الخوف کا حکم نازل ہوا، جبکہ غزوہ خندق میں صلاۃ الخوف نہیں تھی۔
4. غزوات کی تعداد کے بارے میں 22، 19، 25، اور 27 کے اقوال ذکر کر کے 22 والے قول کو ترجیح دی ہے۔ حالانکہ ابن اسحاق نے غزوات کی تعداد 25 اور واقدی و ابن سعد نے 27 بیان کی ہے۔

---

[20]۔ نفس مصدر، ص 17

[21]۔ نفس مصدر، ص 122

[22] - الألباني، محمد ناصر الدين ، سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، دار المعارف، الرياض ، ط: الاولى، 1412 ھ / 1992 م(عدد الأجزاء : 14)، رقم حديث 185 و 186 ، ج1 ص 338-

تقدیم و تاخیر مضامین

محب الطبری نے واقعات سیرت کے بیان میں مکی دور میں اگرچہ موضوعی ترتیب اختیار کی ہے لیکن اس کی ذیل میں ترتیب زمانی کا خیال رکھا ہے۔ تاہم کچھ مقامات پر واقعات کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر کا شکار ہوئے ہیں، جس کا تذکرہ سطور ذیل میں کیا گیا ہے۔

1. رسول اللہ ﷺ کی رضاعت کے ذکر میں حلیمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر تفصیل سے کیا ہے اور شق صدر کے بعد آپ ﷺ کا والدہ ماجدہ کے پاس واپس آنا، یہ سارا ماجرہ بیان کر کے دوسری دائی ثویبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا یہ ترتیب کا نقص ہے۔
2. آپ ﷺ کے مکہ میں امین مشہور ہونے کی خبر بچپن کے فورا بعد دے دی ہے اور بعد ازاں شام کے پہلے سفر کا ذکر کیا ہے اور بحیرا راہب کا قصہ بیان کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی شام کے دوسرے سفر کا ذکر کر دیا ہے۔
3. محب الطبری نے معراج کے ذکر کے بعد ہجرت کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک کا ذکر کیا اور ہجرت کی تاریخ ذکر کرنے کے بعد مواسم میں مختلف قبائل کے پاس آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کا ذکر کیا، پھر انصار کا قبول اسلام اور اس کے ساتھ ہی تحویل قبلہ کا ذکر کر دیا اور دوبارہ ہجرت کے ذکر کی طرف پلٹ آئے۔ واقعات کی یہ تقدیم و تاخیر قاری کے لیے الجھن کا باعث بن جاتی ہے اور تلاش کے وقت معلومات کو اپنے صحیح مقام پر پانے میں ناکامی یا مشکل ہوتی ہے۔
4. خیمہ ام معبدؓ اور سراقہؓ بن مالک کا ذکر کرنے کے بعد غار ثور میں کفار کا، آپ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے آجانے اور آپ سے حضرت ابو بکرؓ کی گفتگو کا مکالمہ درج کیا ہے۔ یہ مثالیں واقعات کو اپنے مقام سے ہٹا کر ذکر کرنے اور تقدیم و تاخیر کا شکار ہونے کی مظہر ہے۔
5. ازواج مطہرات کی فصل میں امام المنذری (التوفی 656ھ)، علامہ الدمیاطی (التوفی 705ھ)، علامہ ابن جماعۃ (التوفی 767ھ)، وغیرہ نے زمانی ترتیب کو اختیار کیا ہے اور امہات المومنین کا ذکر اس ترتیب سے کیا ہے، جس ترتیب سے ان کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شادیاں ہوئی۔ محب الطبری نے حضرت ام حبیبہؓ کے ذکر میں تقدیم کا مظاہرہ کیا ہے اور انہیں پانچویں نمبر پر حضرت حفصہؓ کے بعد اور حضرت ام سلمہؓ سے پہلے ذکر کیا ہے، جبکہ زمانی ترتیب کے اعتبار سے ان کا ذکر حضرت جویریہؓ کے بعد اور حضرت صفیہؓ سے پہلے ہونا چاہیے

تھا۔ انہوں نے ترتیب میں ایک اور بھی تبدیلی کی ہے وہ یہ کہ ام المساکین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ جن کا ذکر پانچویں نمبر پر آنا چاہیے تھا، ان کی جگہ پر حضرت ام حبیبہؓ کا ذکر کیا اور حضرت زینبؓ کا ذکر سب سے آخر میں کیا۔

تطبیقِ اقوال

علامہ محب الطبری رحمہ اللہ نے بعض اختلافی واقعات اور اقوال میں تطبیق دے کر ان کے اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جس کی امثلہ درج ذیل ہیں۔

1. علامہ محب الطبری نے سیرت کی روایات میں اختلافی اقوال کو تطبیق دینے کی کوشش کی ہے مثلاً سب سے پہلے اسلام لانے کی بحث میں روایات کے بعد انہوں نے اس طرح سے تطبیق دی ہے کہ مردوں میں حضرت ابو بکرؓ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ اور بچوں میں حضرت علیؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔
2. محب الطبری نے رسول اللہ ﷺ کے حج اور عمرہ کے متعلق افعال پر اختلافی اقوال ذکر کرنے کے بعد ان کو تطبیق دینے کی کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں اس موضوع پر اپنی ایک الگ تصنیف کا حوالہ دیا ہے۔

توقیت سیرت

فاضل مصنف نے سیرت کے واقعات کے وقت اور اس کے زمانے کی تحدید کرتے ہوئے یہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ

1. بالعموم سالوں مہینوں اور ایام کے ساتھ عمر مبارک کی تحدید کرتے ہیں مثلاً دادا کی وفات کے وقت عمر شریف سفر شام کے وقت عمر مبارک، شادی کے وقت عمر 25 سال دو ماہ دس دن اور یہ بات علامہ ابن فارس (المتوفی 395ھ) کی کتاب "اوجز السیر" سے مختصر نگاروں نے اخذ کی ہے۔
2. علامہ محب الطبری نے کچھ غزوات کی زمانی تحدید ہجرت سے کی ہے اور کچھ کے وقت کا تعین اس سے قبل پیش آمدہ کسی غزوہ سے مہینوں اور دنوں کے فرق کے ساتھ کیا ہے اور کچھ غزوات کے وقت کی تعیین مہینے سے نہیں کی بلکہ صرف سال ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

   أ۔ **ہجرت سے تحدید:** غزوہ ودان، غزوہ بدر، غزوہ خندق، غزوہ خیبر، غزوہ غابہ، فتح مکہ، غزوہ تبوک

ب. **ماقبل کے غزوہ سے تحدید وقت:** غزوہ بواط کی غزوہ ودان سے، غزوہ سفوان، کرز بن جابر کی غزوہ بواط سے، غزوہ بنی النضیر غزوہ احد سے (غزوہ بنی النضیر غزوہ احد سے سے تحدید تو کی ہے لیکن خود بخود غزوہ احد کی تحدید مہینہ کے اعتبار سے نہیں کی)، غزوہ ذات الرقاع کی غزوہ بنی نضیر سے، غزوہ دومۃ الجندل کی غزوہ ذات الرقاع سے، غزوہ بنی المصطلق کی غزوہ دومۃ الجندل سے، غزوہ بنی قریظہ کی غزوہ خندق سے غزوہ بنی لحیان بنی قریظہ سے غزوہ حنین کی فتح مکہ سے۔

ج. **عدم تحدید:** درج ذیل غزوات کی صرف سال کی تحدید کی ہے مہینہ ذکر نہیں کیا۔ غزوہ بنی قینقاع غزوہ السویق، غزوہ بنی سلیم بالکدر، غزوہ غطفان جسے غزوہ انمار اور ذی امر بھی کہتے ہیں (غزوات بدر کے بعد کے عرصہ میں دوسرے سال میں پیش آئے۔)، غزوہ احد تیسرے سال میں پیش آیا اور غزوہ طائف آٹھویں سال میں پیش آیا۔

واقعات کی جزئی تفصیلات

علامہ الطبری نے اپنی کتاب میں سیرت کے بارے میں معلومات اور چھوٹی چھوٹی جزئیات شامل کی ہیں اور ہر مقام پر جملہ معترضہ کے طور پر اضافی معلومات فراہم کی ہیں۔ مثلاً ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کا حضرت آدم علیہ السلام تک نسب بیان کرتے ہوئے خنوخ کے نام پر لکھا ہے کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں اور لکھا ہے کہ وہ بنی آدم میں پہلے نبی علیہ السلام تھے اور انہوں نے ہی سب سے پہلے قلم سے لکھا، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل الرحمٰن لکھا ہے اور تارح کے نام پر وضاحت کی ہے کہ وہ آزر ہیں۔

سیرت قرآنی

مؤلف گرامی واقعات کے ضمن میں اگرچہ متعلقہ آیات لاتے ہیں تاہم سیرت میں قرآن سے استفادہ کا رجحان بہت کم مواقع پر نظر آیا ہے۔ مؤلف گرامی نے رسول اللہ ﷺ کے اسماء گرامی بشیر، نذیر، سراج منیر، رؤوف، رحمت للعالمین، محمد، احمد، طہ اور یسین کا قرآن حکیم کے حوالہ سے ذکر کیا ہے اور آپ ﷺ کے اسما گرامی عبد، عبد اللہ، نذیر اور مذکر کے لیے بالترتیب سورۃ الاسر 1، سورۃ الجن آیت 19، سورۃ الحجر آیت 89 اور سورۃ الغاشیہ آیت 21 کا حوالہ دیا ہے۔ مؤلف نے سیرت کے مختلف واقعات کے ضمن میں وارد شدہ آیات کا بارہ (12) مقامات

پر ذکر کیا ہے، جن میں سورۃ المائدۃ آیت 67، سورۃ الانفال آیت 17، سورۃ الاسراء آیت 81، سورۃ الواقعہ آیات 80اور 81، سورۃ انشقاق اور سورۃ المسد آیت 1کا حوالہ شامل ہے۔

مآخذ کا حوالہ

محب الطبری نے متعدد مقامات پر قولی احادیث ذکر کی ہیں جن میں سے اکثر مقامات پر روایت کرنے والے صحابیؓ کا حوالہ دیا گیا ہے اور بعض مقامات پر "روي اور يقال "کا مجہول صیغہ بھی استعمال ہوا ہے۔ جن صحابہ کرامؓ کی روایات ذکر کی گئی ہیں ان میں حضرات ابو بکر، عمرؓ، علیؓ، انسؓ، جابرؓ بن سمرۃ، زیدؓ بن ارقم، ابن عباسؓ، جابر بن عبداللہؓ، براء بن عازبؓ، ابی ہریرۃؓ، زہیرؓ بن ابی سلمی، سلمی زوجۃ ابی رافعؓ، سلیمان فارسیؓ، عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اور محمد بن عبد الرحمٰن بن زرارۃ اور محمد بن مسلمہ رضوان اللہ علیہم شامل ہیں۔ علما سیرت میں سے ابن اسحاق (المتوفٰی 151ھ)، ابو معشر (المتوفٰی 171ھ)،، موسی بن عقبہ (المتوفٰی 141ھ)،ابن فارس (المتوفٰی 395ھ)،ابو سعد (المتوفٰی 292ھ)، کی شرف النبوۃ، امام المنذری اور الامین العاصمی کا حوالہ، جبکہ کتب حدیث میں سے سنن ابن ماجہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مؤلف نے کتاب کے ابتدائی مقدمہ میں بتایا کہ انہوں نے 12 مآخذ سے اپنا مواد جمع کیا ہے تاہم تمام ماخذ کا حوالہ نہیں دیا۔ کئی ایک مقامات پر اپنی اسی کتاب کے کسی دوسرے مقام کا حوالہ دیا ہے، جسے انگریزی میں کراس ریفرنس کہتے ہیں، جس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

1. حضرت خدیجہؓ کا تفصیلی ترجمہ دیتے ہوئے ان کی پہلے ذکر کردہ وفات کی تاریخ کا حوالہ یوں دیا ہے "وَمَاتَتْ عِنْده فِي التَّارِيخ الْمُتَقَدّم[23] اور " وروى أنه أول من أسلم من النِسَاء خَدِيجَة بنت خويلد وَقد تقدم ذكر ذَلِك"[24] - حضرت خدیجہؓ آپ کے پاس پہلے مذکور تاریخ کو وفات پا گئیں اور یہ روایت کیا گیا ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائی تھی، اور اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

[23]۔ الطبري ، خلاصة سير سيد البشر، ص107۔

[24]۔ نفس مصدر، ص124

2. اسماء مبارکہ کو صفات قرار دیتے ہوئے اس کا سابقہ حوالہ یوں دیتے ہیں :وَمَعْلُوم أَن أَكثر هَذِه الْأَسْمَاء صِفَات **وَقد تقدم شرح** الماحي والحاشر وَالْعَاقِب والمقفي[25] یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ان میں سے اکثر اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہیں اور اس سے قبل ماحي، حاشر، عاقب اور مقفیؔ کی شرح گزر چکی ہے۔

3. ام المومنین حضرت میمونہؓ کے ذکر میں لکھا ہے: وَمَاتَتْ فِيهِ ودفنت فِيهِ **وَقد تقدم ذكر ذَلِك**[26]۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس جگہ (مقام سرف) وفات پائی اور وہیں دفن ہوئیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

4. آپ ﷺ کے معجزات کے ذکر میں پہلے گزرے ہوئے سراقہؓ بن مالک کے واقعہ کا ذکر اس طرح سے کیا ہے: وَمِنْهَا دَعوته على سراقَة لما أتبعه حِين هَاجر فارتطمت فرسه **وَقد تقدم**[27]. اور آپ ﷺ کے معجزات میں سراقہ کے خلاف دعا بھی ہے، جس سے اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

5. ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ کے حج اور عمرہ کا ذکر کرتے ہوئے اس موضوع پر اپنی ہی ایک تفصیلی کتاب کا حوالہ اس طرح دیا ہے:وَكَانَت مُدَّة إِقَامَته بِمَكَّة وَأَيَّام حجه عشرَة أَيَّام **أفردنا بِصفة حجه ﷺ مؤلفا مستوعبا فِيهِ جَمِيع مَا بلغنَا عَنهُ ﷺ من الاحكام والوقائع** مُنْذُ خرج من الْمَدِينَة إِلَى أَن رَجَعَ إِلَيْهَا[28]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حج اور مکہ میں قیام کی مدت دس روز تھی اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ سے نکلنے اور واپس پلٹنے تک کے عرصہ کے دوران کے، ہم تک پہنچنے والے واقعات اور احکام کو ایک الگ عمدہ تصنیف میں جمع کر دیا ہے۔

---

[25]۔ نفس مصدر، ص72

[26]۔ نفس مصدر، ص130

[27]۔ نفس مصدر، ص111

[28]۔الطبري ، خلاصة سير سيد البشر ،ص68

نامکمل معلومات

مؤلف نے جن موضوعات کو ترک کیا، ان کے علاوہ اختیار کردہ موضوعات میں بھی بعض میں ضروری تفصیلات ذکر نہیں کیں، جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

1. فصل چہارم میں 22 غزوات کا مختصر ذکر کیا ہے جن میں سے سات غزوات میں لڑائی ہونے کا ذکر کیا ہے۔ جو کہ بدر، احد، خندق، بنی قریظہ، مصطلق، خیبر اور طائف ہیں۔ تاہم ایک قول کے مطابق وادی القریٰ، غابہ اور غزوہ بنی النضیر میں بھی قتال ہوا، تاہم محب الطبری نے جن 22 غزوات کا ذکر کیا، ان میں غزوہ وادی القریٰ کو شمار ہی نہیں کیا اور اسی طرح مؤلف نے غزوہ ذوالعشیرۃ کا بیان نہیں کیا، جو دو ہجری میں ہوا۔ سرایا کی تعداد پچاس کے قریب بیان کی ہے تاہم کسی سریہ کی تفصیل ذکر نہیں کی اور نہ ہی ان کے نام ذکر کیے ہیں۔
2. مؤلف نے گیارہ مدخول بہن ازواج مطہرات کا ذکر کر کے ان دس خواتین کا ذکر بھی کیا ہے جنہیں دخول سے قبل طلاق دے دی گئی۔ مگر حضرت ریحانہؓ اور حضرت ماریہؓ کا ذکر ازواج میں نہیں کیا ہے۔ اولاد کے ذکر میں حضرت ماریہؓ کو حضرت ابراہیم کی والدہ کے طور پر لکھا ہے[29]۔ آگے آزاد کردہ باندیوں میں بھی ان کا نام لکھا ہے، پھر قاصدوں کے ذکر میں حضرت حاطبؓ اور مقوقس کے ضمن میں، دوبارہ ان کو ابراہیمؓ کی والدہ بتایا ہے۔ ایسی صورت میں ازواج مطہرات کے ساتھ ملحق ان کا ذکر نہ کرنا، ترتیب یا عقیدہ کے ابہام کی علامت ہے۔
3. وادی القریٰ میں پہرہ دینے کی بنا پر حضرت بلالؓ کو پہرہ داروں میں شامل کیا ہے، لیکن اسی وادی میں حضرات ذکوانؓ بن عبد قیس اور سعدؓ بن ابی وقاص نے بھی پہرہ دیا تھا، انہیں شمار نہیں کیا۔
4. والی مصر مقوقس سے آنے والے تحفوں میں مأبور نامی غلام اور لزاز نامی گھوڑے کا ذکر نہیں کیا۔

[29] ۔ نفس مصدر، ص118

علمی نکات / منفرد معلومات

مؤلف نے اپنی مختصر سیرت میں اختصار نگاری کے منہج اور رجحان میں کچھ نئے اضافے کیے ہیں، جو ان کی انفرادیت ہے۔ ان میں سے بعض نئے موضوعات کے اضافے کے حوالے سے ہیں اور کچھ کا تعلق نئی معلومات سے ہے، ذیل میں اس کی تفصیل پیش ہے۔

1. مؤلف گرامی نے رسول اکرم ﷺ کی ظاہری جسمانی صفت اور آپ کی صفات معنویہ کی فصول کو الگ الگ کیا ہے، جن میں تفصیل سے آپ ﷺ کے روزمرہ معاملات اور طرز عمل کو بیان کیا ہے۔ ان فصول میں مؤلف ایسی روایات اور واقعات لائے ہیں جو عموماً مختصر نگاروں کے ہاں بار نہیں پاتے۔ مثلاً حدیث خرافہ، حضرت ابوہریرہؓ کا آنحضور ﷺ کے ساتھ گدھے پر سوار ہوتے وقت آپ ﷺ کو گرانا اور اس طرح کے دیگر واقعات۔
2. اخلاق کے باب میں آپ ﷺ کی متعدد دعائیں منقول ہیں جو دیگر مختصر نگاروں کے یہاں نہیں پائی جاتیں، یعنی موضوع کے اعتبار سے یہ ان کا اپنا اضافہ ہے۔
3. مختصر نگاروں کے یہاں ام المومنین زَیْنَبؓ بنت خُزَیْمَۃ کے سابقہ شوہر کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ مؤلف نے حضرت ام حبیبہؓ کو عبید اللہ بن جحش اور حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کو عبد اللہؓ بن جحش کے نکاح میں ہونے کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے امہات المؤمنین کا مکمل نسب بھی فراہم کیا ہے۔
4. مؤلف نے رسول اکرم ﷺ کی حضرت خدیجہؓ سے اولاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبوت سے قبل عبد مناف پیدا ہوا اور اسلام میں قاسم، عبد اللہ، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئے رضوان اللہ علیہم[30]۔ رسول اکرم ﷺ کی اولاد میں ہشام بن عروہ کی روایت کے رو سے عبد العزی اور عبد شمس نامی بیٹوں کا ذکر بھی پایا جاتا ہے، تاہم سیرت کے علمانے ان باتوں کا انکار کیا ہے۔ ابن حزم (المتوفی 456ھ) نے جوامع السیرۃ

---

[30]۔ الطبري ، خلاصة سير سيد البشر، ص117

[31]عبد الغنی المقدسی (المتوفٰی 600ھ)، نے مختصر سیرۃ النبی[32]میں اس کارد کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو اس سے طاہر قرار دیا ہے کہ وہ اس طرح کے نام رکھیں اور علامہ ابن کثیر (المتوفٰی 774ھ)، نے البدایہ والنھایہ[33]میں اس روایت کو منکر قرار دیا ہے۔ اس روایت میں دوسری اہم بات بقیہ اولاد کا اسلام کے زمانے میں ہونے کا ذکر ہے، حالانکہ جمہور کی رائے میں رسول اکرم ﷺ کی ساری اولاد ماسوائے ابراہیمؑ کے اور ایک روایت کی رو سے حضرت فاطمہؓ اور عبد اللہ کے، قبل نبوت پیدا ہوئی۔ آگے جاکر مؤلف گرامی نے خود ہی اپنے اس دعوے کی تردید کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ بنت محمد ﷺ کے ذکر میں ابو العاصؓ سے ان کی شادی قبل اسلام ہونے کا ذکر کر دیا ہے[34] اور اسلام کے آنے سے قبل تمام بیٹوں کے فوت ہو جانے کا بھی ذکر کیا"وهلك البنون قبل الإسلام[35]" حالانکہ یہ بھی درست نہیں، کیونکہ نبوت کے اعلان کے بعد ایک بیٹے کی وفات پر عاص بن وائل نے آپ کو ابتر کہا تھا، تو سورۃ الکوثر نازل ہوئی تھی۔

5. مؤلف نے نبوت کے بارے میں صراحت کی ہے کہ وہ آٹھ ربیع الاول کو ملی اور آپ کی عمر 40 سال اور ایک دن ہو گئی تھی۔ چالیس سال والی روایت تو معروف ہے لیکن ایک دن کے اضافے کا ذکر غالبا المسعودي (المتوفی: 346ھ) سے اخذ کردہ ہے[36] یا المسعودی اور محب الطبری کے کسی مشترکہ ماخذ کے اثرات کا نتیجہ ہے، جس کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔

---

[31] - ابن حزم،أبو محمد علي بن أحمد الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى 456هـــ)، جوامع السيرة النبوية،دار الكتب العلمية – بيروت، ص 44

[32] - المقدسي، أبو محمد، عبد الغني بن عبد الواحد(المتوفى 600 ھ) ، مختصر سيرة النبي و أصحابه العشرة (تحقيق: خالد بن عبد الرحمن الشايع)، دار البلنسية، رياض، 1421 ھ، ص 23

[33] - أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (المتوفى : 774هـــ)، البداية والنهاية(تحقيق: علي شيري)، دار إحياء التراث العربي، ط: الاولى 1408ھ / 1988 م، ج5 ص 348

[34] - الطبري ، خلاصة سير سيد البشر، ص 119

[35] - نفس مصدر، ص136

[36] - المسعودي ،أبو الحسن على بن الحسين بن على (346ھ)، مروج الذهب ومعادن الجوهر (تحقيق: أسعد داغر)، دار الهجرة ، قم،1409ھ، ج2 ص 273-

6. امہات المومنین کی فصل کے آخر میں مختلف اقوال کا خلاصہ ابو سعید کی شرف النبوۃ سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی 21 بیویاں تھی، چھ کو طلاق دی، دس کو چھوڑ کر فوت ہوئے، ایک سے دخول نہیں ہوا، نو کی باری مقرر فرماتے تھے۔ ایک فصل کے آخر میں پوری فصل کی بحث کا خلاصہ بیان کرنا یہ ان کا اپنا جداگانہ طرز ہے اور یہ خلاصہ بھی خود انہوں نے نہیں دیا، بلکہ سیرت کی ایک مکمل کتاب سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح تمام امہات المومنین کا ماسوائے سیدہ صفیہؓ کے حق مہر یکساں مقدار میں 500 درہم قرار دینے کی روایت بھی مؤلف گرامی کی منفرد ہےوَكَانَ صداقه لنسائه خمس مائَة دِرْهَم لكل وَاحِدَة هَذَا أصح [37]۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں ہر ایک کا حق مہر پانچ سو درہم تھا اور یہی صحیح تر ہے۔ حالانکہ مکی زندگی کے احوال میں حضرت خدیجہؓ سے شادی کے ضمن میں مؤلف گرامی اس کے خلاف ایک روایت درج کر چکے ہیں[38]۔

7. مؤلف نے نبی پاک ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عباسؓ اور حضرت ابو بکرؓ کا ثابت قدم رہنا لکھا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے متعلق تو سیرت کے مصادر اور مختصر نگار یہ بات بیان کرتے ہیں، تاہم حضرت عباسؓ کے بارے میں یہ بات مختصر نگاروں میں انہوں نے منفرد طور پر کی ہے۔

8. مؤلف گرامی نے رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کا فرداً فرداً پڑھے جانے کی جو توجیہ کی ہے جو کسی اور مختصر نگار نے نہیں کی۔ علامہ نے اس کی دو وجوہات بیان کی ہیں: ۱۔ تاکہ ہر ایک کی نماز اصل قرار پائے ۲۔ اور وقت نماز طویل ہو جائے تاکہ باہر سے آنے والے شریک ہو سکیں[39]۔

9. مؤلف نے رسول اکرم ﷺ کی قبر اطہر میں اترنے والوں میں حضرت عبد الرحمنؓ بن عوف کا نام گنوایا ہے، جو کسی اور مختصر نگار نے ذکر نہیں کیا۔

---

37 - الطبري ، خلاصة سير سيد البشر، ص 134

38۔ نفس مصدر، ص32

39۔ الطبري ، خلاصة سير سيد البشر ، ص153

اولیت کاذکر

اولیات علوم تاریخ وسیرت کی ایک شاخ ہے، جس میں کسی کام کے سب سے پہلے سرانجام دینے والوں کی معلومات جمع کی جاتی ہیں۔ مؤلف نے متعدد مقامات پر اولیات کا ذکر کیا ہے، جس کی مثالیں درج ذیل ہیں، وہ لکھتے ہیں:

1. خنوخ وَهُوَ إِدْرِيس أول بني آدم أعْطى النُّبُوَّة وَخط بالقلم[40]- خنوخ، حضرت ادریس علیہ السلام ہیں جنہیں بنی آدم علیہ السلام میں سب سے پہلے نبوت عطا کی گئی اور وہی پہلے ہیں جنہوں نے لکھنا شروع کیا۔
2. وروى أَن أول من أسلم من النِّسَاء خَدِيجَة وَمن الرِّجَال أَبُو بكر وَمن الغلمان على بن أبي طَالب[41] - اور روایت کیا گیا کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، مردوں میں حضرت ابو بکر اور لڑکوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہما ایمان لائے۔
3. وَهِي أول من مَاتَ من أَزوَاجه بعده وَأول من حمل عَلى نعش (زينب بنت جحش)[42]- ازواج مطہرات میں حضرت زینبؓ بن جحش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد سب سے پہلے فوت ہوئیں اور وہی سب سے پہلی خاتون ہیں، جن کی میت کو نعش پر لے جایا گیا۔
4. الْكسْب وَهُوَ أول فرس ملكه ﷺ وَأول فرس غزا عَلَيْهِ[43]- الکسب وہ پہلا گھوڑا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آیا اور وہی پہلا گھوڑا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فرمایا۔
5. وَهِي أول بغلة ركبت فِي الْإِسْلَام[44]- اسلام میں یہ پہلا خچر ہے، جس پر سواری کی گئی۔

---

[40]۔ نفس مصدر، ص20

[41]۔ نفس مصدر، ص39

[42]۔ نفس مصدر، ص129

[43]۔الطبري ، خلاصة سير سيد البشر، ص166

[44]۔ نفس مصدر، ص169

6. الْقَضِيب وَهُوَ أول سيف تقلد بِهِ رَسُول الله ﷺ[45]۔ قضیب پہلی تلوار ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نے حمائل فرمایا۔

اسی طرح سب سے آخر میں وقوع پذیر ہونے والی بات کا ذکر بھی الگ سے کرتے ہیں، جس طرح حضرت ام سلمہؓ کے ترجمہ میں لکھا:

1. "وَهِي آخر أَزْوَاج النَّبِي ﷺ وفاة وَقيل مَيْمُونَة آخِرهنَّ[46]

2. حضرت میمونہؓ کے بارے میں لکھا کہ : وَهِي آخر من تزوج من أُمَّهَات الْمُؤمنِينَ وَآخر من توفّي مِنْهُنَّ حَكَاهُ الْمُنْذِرِيّ[47]۔ امہات المؤمنین میں سب سے آخر میں ان سے شادی ہوئی اور بقول امام منذری وہی سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔

عقیدہ کا اظہار

مؤلف گرامی نے روایات سیرت میں اپنے عقیدہ کا اظہار متعدد مقامات پر کیا ہے۔ مثلا رسول اکرم ﷺ کے علم کے متعلق مختلف فرقوں میں سیرت کے باب میں معرکہ آرا بحثیں موجود ہیں۔ مؤلف گرامی اس ضمن میں اپنے عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں: ''كَانَ ﷺ خَاتم النَّبِيين وَسيد الْمُرْسلين وَأَتَاهُ الله علم الْأَوَّلين والآخرين "[48]یعنی آپ خاتم النبیین اور رسولوں کے سردار ہیں اور آپ کو اللہ تعالی نے اولین و آخرین کا علم عطا کیا۔ اسی طرح آپ ﷺ کی صفات معنویہ کی فصل کے آخر میں آپ ﷺ کی نعت میں اشعار درج کیے گئے ہیں۔ کسی شاعر کا نعتیہ کلام اپنی مختصر میں شامل کرنا، موضوع کے اعتبار سے ایک ایسی جداگانہ بات ہے جو دیگر مختصر نگاروں کے ہاں نہیں پائی جاتی۔ مؤلف گرامی نے امین العاصمی کے نعتیہ کلام کو کتاب کا حصہ بنایا ہے ، جس کے آخر میں رسول اکرم ﷺ کے اخلاق اختیار کر کے سنی بننے اور نجات پانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

---

[45]۔ نفس مصدر، ص174

[46]۔ نفس مصدر، ص128

[47]۔ نفس مصدر

[48]۔ الطبري ، خلاصة سير سيد البشر، ص105

یہ بھی مؤلف اور ناظم کے عقیدہ کاواضح اظہار ہے۔ لکھاہے۔فاختر من الْأَخْلَاق مَا كَانَ الرَّسُول اخْتَارَهُ ...) (لتعد سنيا وتوشك أَن تبوء دَاره ...) صلى الله عَلَيْهِ وعَلى آله وعَلى جَمِيع الْأَنْبِيَاء وآلهم أَجْمَعِينَ[49] ۔یعنی وہ اخلاق اختیار کر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمائے تاکہ تو سنی شمار کیا جائے اور ہو سکتاہے کہ تو ان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو۔

جامعیت واختصار

علامہ محب الطبری کی یہ کتاب سیرت، قدیم اور جدید علماء میں مقبول ہے اورانہوں نے اس سے استفادہ بھی کیاہے اور اس کے جامعیت کے وصف کی تعریف بھی کی ہے۔ امام یحیٰ بن ابی بکر العامری (المتوفی 893ھ) نے بحجۃ المحافل میں اسے بہترین مختصر قرار دیاہے، وہ مقدمہ میں لکھتے ہیں: واحسن مختصر في ذالک خلاصة السير للمحب الطبرى[50]

اسی طرح دور جدید میں سیرت کے نامور جید عالم محمد یٰسین مظہر صدیقی نے اس کتاب کو اپنی توجہات کا مرکز بنایا اور اس پر تبصرہ کیا۔ انہوں نے اپنی کتاب مصادر سیرت نبوی جلد دوم میں محب الطبری کی اس کتاب پر جامع تبصرہ کیاہے۔ اس کے علاوہ ان کے مقالات کے مجموعہ "مقالات سیرت "میں بھی اس کتاب کے مضامین پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ انہوں نے دیگر متداول مختصرات سے اس کا تقابل کرتے ہوئے اسے جامع ترین مختصر قرار دیاہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

> اگر کوئی جامع مختصر سیرت ہے تو وہ محب طبری کا خلاصۃ السیر ہے کہ وہ تمام ضروری معلومات پیش کرتا ہے اور تمام فصول کو جامع بناتاہے۔ ان میں نہ معلومات کا خلاہے نہ بیانیہ کی تشنگی۔ وہ سیرت نبوی ﷺ اور اطراف سیرت دونوں کا جامع ہے۔ اگرچہ بعض فصول بالخصوص معجزات کی طویل ترین فصل کو مزید

49۔ نفس مصدر، ص106

50۔ العامري، يحيى بن أبي بكر (المتوفى 893 ھ)، بهجة المحافل وبغية الأماثل في تلخيص المعجزات والسير والشمائل، دار صادر ، بيروت، مقدمه ج1 ص6۔

مختصر کر کے جامع بنایا جاسکتا ہے۔۔۔اب تک کی معلومات کے مطابق خلاصۃ السیر سب سے بہتر اور جامع ترین مختصر سیرت ہے[51]۔

وہ ایک اور جگہ رقمطراز ہیں:

"انتہائی اختصار کے باوجود ان کا رسالہ قیمتی ہے وہ کوزے میں دریا بند کرنے کی مانند ہے انہوں نے تمام ضروری معلومات کو پچاس صفحات میں جمع کر دیا، یہ ان کے طریقہ کار کا نتیجہ ہے اور اسلوب کا بھی. بایں ہمہ یہ خواہش ابھرتی ہے کہ کاش علامہ موصوف نے متعلقات سیرت سے زیادہ سیرت نبوی کے اصل واقعات پر اور خاص کر مدنی واقعات پر زور دیا ہوتا۔"[52]

مابعد پر اثرات

امام یحیٰ بن ابی بکر العامری (المتوفی 893ھ) نے بھجۃ المحافل میں اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں[53]۔ اسی طرح امام سیرت ابن سید الناس (المتوفی 734ھ) نے نہ صرف اس سے استفادہ کیا بلکہ اپنی کتاب نور العیون اسی پر مبنی کی ہے۔ ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں: خلاصہ سیرۃ سید البشر اول روز سے ہی مقبول رسالہ ہے جو کہ 54 صفحات کی چھوٹی تقطیع کا رسالہ ہے۔ کئی بار چھپا اور ابن سید الناس سے قبل معروف تھا، ابن سید الناس نے۔ دونوں کتب میں اس سے استفادہ کیا۔ تاہم نور العیون تو صرف اسی پر مبنی اور ماخوذ ہے[54]۔

---

[51] ۔ صدیقی، نور العیون کا اصل ماخذ، مشمولہ مقالات سیرت، ج1ص135 (نوٹ: مقالہ نگار کو فاضل سیرت نگار کے خلاصۃ السیر کے متعلق جامع کتاب ہونے کے دعوی سے اتفاق ہے تاہم اسے جامع ترین مختصر قرار دینے کے متعلق فاضل سیرت نگار سے باادب اختلاف ہے، مقالہ نگار نے المختصر الکبیر پر لابن جماعۃ، (المتوفی 767ھ) پر اپنے تفصیلی تبصرہ میں اب تک کی معلومات کے مطابق، اسکے جامع ترین مختصر ہونے کی رائے دی ہے، مقالہ مذکورہ زیر طبع ہے۔ بحوالہ: (ابن جماعة ،عبد العزيز بن محمد (المتوفى 767ھ) ،المختصر الكبير في سيرة الرسول ﷺ(محقق: سامي مكي العاني)، دار البشير / عمان،ط: الأولى، 1993م-)

[52] ۔ صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین مظہر، مصادر سیرت نبوی ﷺ، دار النوادر، لاہور، 2016، ج2ص18۔

[53] - العامري(المتوفى 893ھ) ، بهجة المحافل وبغية الأماثل ، ج 1ص38-

[54] ۔ صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین مظہر، نور العیون کا اصل ماخذ، مشمولہ مقالات سیرت، ج1ص177۔، ج1ص124

خلاصہ کلام

خلاصۃ سیر سید البشر، محب الدین احمد بن عبد اللہ الطبری (694ھ) کی مطبوعہ کتاب ہے، جس کے مخطوطات دنیا بھر کی مختلف لائبریریوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ کتاب بارہ چھوٹی بڑی کتب کا خلاصہ ہے اور 24 فصلوں پر مشتمل ہے۔ یہ جامع ترین اور مختصر کتاب ہے۔ مؤلف نے اپنی افتاد طبع کے مطابق ابواب وفصول قائم کیے اور ان میں اپنی مرضی کی معلومات جمع کیں۔ مکی دور کو زیادہ جگہ دی گئی ہے اور مدنی واقعات کا تذکرہ بہت کم ہے۔ خصائص اور معجزات کی فصول زیادہ طویل ہیں۔ واقعہ کی زمانی تحدید کا البتہ خیال رکھتے ہیں۔ مختلف روایات میں کبھی ترجیح سے کام لیتے ہیں اور کبھی عدم ترجیح کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ضعیف روایات بھی لائے ہیں اور کبھی کسی روایت کے ضعف کی طرف مجہول صیغے کے استعمال سے اپنے عدم اطمینان کا اشارہ بھی کر دیا ہے۔ واقعات کی جزئیات بیان کر کے معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ موضوعات اور معلومات کے ضمن میں نئے اضافے بھی کرتے ہیں۔ کئی مقامات پر جمہور کے اقوال کی مخالفت بھی کی ہے۔